السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(کیا عورتوں کا قبرستان میں جانا جائز ہے۔(ازسائلہ قصور) (۳۰اگست ۱۹۹۱ء

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

عورتوں کو زیارتِ قبور کی گاہے گاہے اجازت ہے بشرطیکہ وہاں جزع وفزع ، بے صبری ، بے قراری اور چیخنے چلانے کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔جواز پر دال چند ایک احادیث ملاحظہ ہوں۔

:۔ رسولِ کریم ﷺ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو قبر کے قریب بیٹھے رو رہی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا ۱

(اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ' (صحیح البخاری، بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَۃِ عِنْدَ القَبْرِ : اصْبِرِی،رقم: ۱۲۵۲، صحیح مسلم (۲/۲۷_۶ـ۲۲۸'

حدیث ہذا سے وجہ استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو صرف اللہ کے ڈر اور صبر کی تلقین کی ہے۔زیارتِ قبور سے منع نہیں فرمایا۔اگر یہ ناجائز ہوتا تو روک دیتے۔اصولِ فقہ میں قاعدہ معروف ہے۔

'تَاْخِیرُ الْبَیَانِ عَنْ وَقْتِ الْحَاجَۃِ لَا یَجُوْزُ'

:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ جب میں قبرستان جاؤں تو کیا کہوں تو فرمایا کہ ۲

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَہْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ' (صحیح مسلم (۷/۴۴) ،بَابُ مَا یُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَہْلِہَا، رقم: ۹۷۴، سنن النسائی (۹۲/۴_۹۳)، الْأَمْرُ'
(بِالِاسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِینَ، رقم: ۲۰۳۷

۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر کی زیارت سے واپس آرہی تھیں۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو قبروں کی زیارت سے منع نہیں کیا۔فرمایا منع تو کیا تھا لیکن بعد میں ۳
(اجازت مرحمت فرمادی تھی۔حافظ عراقی نے کہا اس کی سند جید ہے۔(تخریج احیاء علوم الدین: ۵۲۱/۴

نیز امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر جو لعنت وارد ہے یہ بطورِ مبالغہ ہے اور قبرستان میں اکثر و بیشتر جانے والی عورتوں کے متعلق ہے کیوں کہ اس سے خاوندوں کے حقوق ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔بے پردگی ہوتی ہے بعض دفعہ نوحہ وغیرہ کرنے لگتی ہیں۔اگر یہ کوتاہی نہ ہو تو پھر جائز ہے کیونکہ موت کی یاد کے لیے جیسے مرد محتاج ہے۔ایسے ہی عورتیں بھی محتاج ہیں۔امام شوکانی ''نیل الاوطار'' میں اس عبارت کے اختتام پر فرماتے ہیں:

'وَہٰذَا الْکَلَامُ ہُوَالَّذِیْ یَنْبَغِیْ اِعْتِمَادُہٗ فِی الْجَمْعِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ الْمُتَعَارِضَۃِ فِی الظَّاہِرِ'

(یعنی قرطبی کا یہ کلام قابلِ اعتماد ہے جس سے بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔(فتح الباری: ۱۴۸/۳''

:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت کیا کہ جب قبرستان جاؤں تو کیا دعا پڑھوں تو جواباً آپ ﷺ نے فرمایا: پڑھو ۴

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَہْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ' (صحیح مسلم (۷/۴۴) ،بَابُ مَا یُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدُّعَاءِ لِأَہْلِہَا، رقم: ۹۷۴، سنن النسائی (۹۲/۴_۹۳)، الْأَمْرُ'
(بِالِاسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِینَ، رقم: ۲۰۳۷

:اور جو لوگ عورتوں کو زیارتِ قبور سے منع کرتے ہیں ان کا استدلال اس روایت سے ہے کہ

(لَعَنَ رَسُوْلُ اللَّہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ۔' (سنن ابی داود، بَابٌ فِی زِیَارَۃِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ، رقم: ۳۲۳۶، سنن النسائی، التَّغْلِیظُ فِی اتِّخَاذِ...الخ، رقم: ۲۰۴۳'

''یعنی '' رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتو پر لعنت کی ہے۔

اور بعض الفاظ میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔مسند طیالسی (۱۷۱/۱) ابن ماجہ (۱۵۷۵) علامہ ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں: ''ممکن ہے مراد اس سے وہ عورتیں

''ہوں جو کثرت سے زیارتِ قبور کرتی ہیں۔

(اور علامہ قرطبی فرماتے ہیں: ''بعض اہل علم نے ترمذی کی روایات میں وارد لعنت کو کثرتِ زیارت پر محمول کیا ہے کیونکہ زوَّارات مبالغہ کا صیغہ ہے۔ (المرعاۃ: ۲/۲۵۲

نیز امام موصوف فرماتے ہیں: ''اگر عورت قبرستان میں زیادہ نہ جائے نوحہ نہ کرے مرد کے حقوق ضائع نہ کرے تو اس کو جانا جائز ہے۔ ورنہ نہیں رسول اللہﷺ نے جو زیارت کرنے والی عورتوں کو لعنت کی ہے۔ یہ رخصت سے پہلے تھی جب رخصت ہوئی تو عورتوں مردوں سب کو ہو گئی اور عورتوں کیلیے جو زیادہ مکروہ ہے وہ صرف بے قراری اور بے صبری کی وجہ سے ہے۔ اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اس کو اعتماد کے قابل ولائق بتایا ہے۔ بلاشبہ مختلف احادیث کو تطبیق دینے کی یہ ایک بہترین صورت ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب الجنائز:صفحہ:201

محدث فتویٰ